مبلغ اعظمؐ کی روش تبلیغ

مہدی باقر

منجی قافلۂ بشریت و کاروان انسانیت، سرکار ختمی مرتبت، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت و رسالت عالم انسانیت پر کیے گے الٰہی احسان کی ایک عظیم ترین مثال ہے، جس کے فیوض و برکات کے طفیل انسانی تاریخ نے پہلی بار متمدن سماج کا تجربہ کیا۔ آدمی نے انسان ہونا سیکھا، چھوٹوں کو ان کے حقوق ملے، بڑوں کو بقید اہلیت ان کی منزلت ملی، عورتوں کو ان کا مقام ملا، دل کے بت کدے شمع توحید سے روشن ہوگئے، زبانوں پر بیہودہ اور گمراہ کن اشعار کے بجائے آیات قرآنی اور احادیث پیغمبر آگئیں، خداساز وصنم تراش ہاتھ بت شکن کی حمایت میں شمشیر بکف ہوگئے۔سوال یہ ہے کہ اتنا سب کچھ اس مختصر سے عرصہ میں کیسے ممکن ہوا؟

پیغمبرؐ نے اسلام قبول کرنے والوں کے لئے کسی قسم کی خصوصی مراعات کا اعلان بھی نہیں کیا کسی سے حکومت و اقتدار کا وعدہ بھی نہیں کیا...... پھر وہ کیا تھا جس کی بنیاد پر اس وقت اس بدترین معاشرے نے پیغمبرؐ کی بات کا اثر قبول کیا۔

اگر ہم رسول کی کامیاب دینی تبلیغ پرغور کریں تو ہم پر اس کی بنیادی علتوں کا انکشاف ہوگا جن میں سے سب سے پہلی اور بنیادی علت یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے ۲۵ سالہ تبلیغی کاروائیوں کے لئے ۴۰ برس زمین ہموار کی اور عربوں سے اللہ کی وحدانیت کا کلمہ پڑھوانے سے پہلے اپنی صداقت کا کلمہ پڑھوایا۔

واضح رہے کہ تمام انبیاء اپنے اپنے عہد نبوت میں ایک ہی مقصد کی طرف گامزن تھے، ان کا ہدف خدا پر ایمان اور قیامت پر ایمان کے ذریعے لوگوں کو دنیا و آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار کرنا اور انسانی و اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر مرتب تعلیمی و تربیتی نصاب کے ذریعے معاشرہ کو مہذب اور اسلامی بنانا تھا،مگر دیگر انبیاء کی نبوت، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کے لئے پیش خیمہ اور زمین سازی کی ہی حیثیت رکھتی ہے، علاوہ ازیں سارے انبیاء کی دعوت وتبلیغ کے بنیادی اصول

بھی مشترک ہیں، البتہ مرسل اعظم کے ذریعہ لایا گیا دین اور آپ کا طرز تبلیغ بہرحال سب سے ممتاز و منفرد تھا، یعنی دین اسلام ہی صرف وہ دین ہے جو نہ صرف انفرادی زندگی کی اصلاح چاہتا ہے بلکہ اخلاقی، روحانی اور اجتماعی مسائل کو بھی سنوارنا چاہتا ہے ایسے مکمل، جامع اور آفاقی دین کو پیغمبر اکرم جیسا نبی میسر آجانے سے اس کی ترویج وتبلیغ مزید موثر و دلپذیر ہوگئی، چونکہ آپ نے انتہائی شفقت آمیز اور دلپذیر انداز میں تبلیغ دین کی، قوم کے درمیان ہمیشہ ابر رحمت اور عذاب الٰہی سے تحفظ کی ضمانت بن کر رہے، کبھی کسی کو خالی ہاتھ واپس نہ جانے دیا، کسی کا علمی سوال ہو یا مالی ضرورت، دل آزاری کو کبھی روا نہیں رکھا، راستے میں کانٹے بچھانے والوں کے لئے سراپا گلستان بنے رہے، روز کوڑا پھینکنے پر نہیں ٹوکا ایک دن کوڑا نہ پھینکنے پر پوچھ بیٹھے، صاحب زبان خوش لحن عربوں کے بیچ بلال کو گلدستۂ اذان پر بھیج کر مساوات کا وہ تصور پیش کیا جو آج بھی صرف اسلام ہی کا حصہ ہے، الغرض کوہ فاران سے بلند ہونے والے نعرۂ قولوا لا اله الا الله تفلحوا سے لے کر واقعہ قرطاس تک پیغمبر اسلام نے تبلیغ دین کے تئیں جو حکمت عملی اپنائی وہ رہتی دنیا کے لئے ایک مثال ہے چنانچہ اگر ہم رسول کی تبلیغی کارروائیوں میں تصور وحدانیت کے افہام و ابلاغ کے باب کو دیکھیں تو اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، مثلاً پیغمبر نے بت پرستوں اور مشرکوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جو ہندستان کے سماجی تناظر کے اعتبار سے مسلمانوں کے لئے لائق عبرت ہے۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ پیش ہے جس سے توحید و اسلام کے افہام و ابلاغ کے آداب سیکھے جاسکتے ہیں اور اپنے اندر کے دبے کچلے تبلیغی شعور کو ٹٹولا جاسکتا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ کے پاس بت پرستوں کا ایک وفد آیا، گفتگو شروع ہوئی پیغمبر نے کہا:

''تم لوگ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت سے کیوں منہ موڑے ہوئے ہو اور ان بتوں کی پرستش کرتے ہو؟

بت پرست: ہم انہیں بتوں کے وسیلے سے خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ: کیا یہ بت الٰہی فرامین کی اطاعت کرتے ہیں، عبادات کے ذریعہ خود بھی بارگاہ خداوندی سے قریب ہیں جو تمہیں خدا کا قرب دلائیں گے؟

بت پرست: نہیں نہ یہ خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور نہ ان کی پرستش کرتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ: کیا تم نے ان بتوں کو خود نہیں تراشا اور بنایا ہے؟

بت پرست: بے شک ہم نے انہیں اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ: جب تم ان کے تراشنے اور بنانے والے ہو تو ان بتوں کو چاہئے کہ یہ تمہاری عبادت کریں نہ کہ تم ان کی اور جب ایک خدا تمہارے امور و وظائف کے مصالح اور مفاسد سے واقف ہے تو اسے چاہئے کہ تمہیں بت پرستی کا حکم دے حالانکہ خدا کی طرف سے ایسا کوئی حکم نہیں آیا۔

جب رسولؐ کی گفتگو یہاں تک پہونچ گئی تو بت پرستوں میں اختلاف ہو گیا چنانچہ بعض نے کہا کہ خدا ان میں حلول کر گیا ہے لہذا ان کا احترام کیا جاتا ہے۔

بعض دوسرے بت پرستوں نے کہا کہ ہم نے ان بتوں کے ذریعہ مطیع اور فرمانبردار اشخاص کی شبیہ بنا رکھی ہے جو بارگارہ خداوندی سے قریب ہیں چنانچہ ہم خدا کی تعظیم و تکریم کے لئے ان کی پرستش کرتے ہیں۔

بت پرستوں کے تیسرے گروہ نے کہا، جس وقت خدا نے جناب آدم کو خلق کیا تھا اس وقت فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کریں، ہم انسان اس سے زیادہ مستحق تھے کہ جناب آدم کا سجدہ کریں، لیکن چونکہ ہم اس وقت، موجود نہیں تھے اس لئے اس سے محروم ہو گئے اس وجہ سے ہم آج آدم کی شبیہ بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں تاکہ محروم سجدہ کی تلافی ہو سکے اور جس طرح فرشتوں نے خدا کا قرب حاصل کیا تھا اس طرح ہم بھی اس کا قرب حاصل کرتے ہیں اور جس طرح آپ نے اپنے ہاتھوں سے محراب بنائی ہے اور کعبہ کے اطراف اور اس کے مقابل خدا کی تعظیم میں سجدہ کرتے ہیں، ہم بھی اسی طرح بتوں کے سامنے سر جھکا کر خدا کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے ان تینوں دستوں کو الگ الگ جواب دیئے۔ آپ نے پہلے گروہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا جو تم یہ کہتے ہو کہ خدا ہیکل اور مجسمہ کی شکل میں ان بتوں کے اندر حلول کر گیا ہے اور مطیع اور پرہیزگار بندوں کی شبیہ بنا کر ان کی پرستش کرتے ہو تو تم نے اپنے اس بیان سے خدا کی تعریف مخلوقات کی طرح کر دی، کیا تم اس کو بھی اپنی طرح محدود و حادث سمجھتے ہو؟ کیا خدا کسی محدود شی میں حلول کر سکتا ہے، اس بنا پر خدا اور دوسری چیزوں میں کیا فرق رہ گیا جو دوسروں میں حلول کرتی ہیں، جیسے رنگ بو ذائقہ، نرمی، سختی اور اذن وغیرہ میں اس بنیاد پر تم کہتے ہو کہ جس میں خدا نے حلول کیا ہے وہ محدود اور حادث ہے اور خود حلول ہونے والا محدود اور قدیم ہے جب کہ اصل اس کے خلاف ہونا چاہئے جو حلول کرے اسے حادث اور محدود ہونا چاہئے، اس طرح کیسے یہ ممکن ہے کہ جو خدا

2

کائنات کی تمام اشیا سے پہلے مستقل اور غنی تھا اور کوئی جگہ اور محل نہیں رکھتا تھا پھر کیسے کسی جگہ کا محتاج ہوگیا اور خود اس جگہ میں حلول کرگیا، خداوند عالم کے موجودات میں حلول کو جائز کرکے تم نے اپنے عقیدے کے مطابق اسے حادث و محدود کردیا جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا قابل تغیر و زوال ہے اور اگر تم اس بات کے معتقد ہو کہ حلول کرنا، تغیر و زوال کا باعث نہیں ہوتا تو تمہیں چاہئے کہ حرکت، سکون اور مختلف رنگوں میں سیاہ سپید، لال، پیلے کو قابل تغیر نہ سمجھو، اب بتاؤ یہ درست ہے کہ ہر طرح کے عوارض اور حالات خدا پر عارض ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں تم خدا کو محدود اور حادث اور موجودات کی طرح توصیف کرتے ہو اور اسے تمام مخلوقات کی شبیہ جانتے ہو اور جب ہیکل اور مجسموں میں خدا کے حلول کا عقیدہ بے بنیاد ہو تو لامحالہ بت پرستی کا بھی عقیدہ غلط ثابت ہوگا۔

پہلا دستہ رسول اکرمؐ کی بات سے گہری سوچ میں پڑ گیا یعنی اسلامی منطق نے اپنا اثر دکھانا شروع کردیا۔

پیغمبر اسلامؐ دوسرے دستہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ جب تم پرہیزگار بندوں کی شبیہوں کے سامنے سر جھکاتے ہو اور ان کے سامنے نماز پڑھتے ہو، سجدہ کرتے ہو یا ان کے سامنے سجدہ کے عنوان سے اپنی پیشانی خم کرتے ہو تو پھر خدا کے لئے کون سا طریقہ رکھ چھوڑا ہے اور اس کے علاوہ یہ بھی غور طلب ہے کہ سب سے زیادہ خضوع و خشوع کا کون سا طریقہ باقی رہ جاتا ہے جسے تم نے خدا کے لئے مخصوص کر رکھا ہو اور اگر یہ کہتے ہو کہ خدا کے سامنے بھی ہم سجدہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم خدا اور اس کے بندوں کو برابر سمجھتے ہو۔ سچ سچ بتاؤ کیا تمہاری نگاہ میں ان بتوں کی تعظیم کے برابر خدا کی تعظیم ہے؟ کیا تم ایک حاکم کو اور اس کے نوکر کو برابر کا احترام دوگے؟

بت پرست: بہرحال یہی ٹھہرے گا۔

پیغمبر اسلامؐ: اس بنا پر تم ان بتوں کی پرستش کرکے درحقیقت خداوند متعال کی عظمتوں کی توہین کرتے ہو۔

دوسرے گروہ کے لوگ بھی پیغمبر اسلام کی مدلل باتوں کے سبب پہلے والے دستے کی طرح مبہوت ہوگئے۔

اب پیغمبر نے تیسرے دستہ کی جانب رخ کیا اور فرمایا: تم نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے تشبیہ دی ہے اس بنا پر کہ بتوں کے سامنے سجدہ کرنا گویا خانۂ کعبہ یا آدم کو سجدہ کرنے جیسا ہے لیکن ان دونوں

چیزوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، یہ کسی بھی رخ سے قابل مقائسہ نہیں ہے، ہم اس بات کے معتقد ہیں کہ خدا ہمارا پروردگار ہے وہ جس طرح ہمیں اپنی عبادت کا حکم دے گا ہم اسی طرح اس کی عبادت کریں گے اور کسی بھی طرح ہم اس کے فرمان کی حد سے آگے نہ بڑھیں گے اور نہ ہی اپنی طرف سے اس کی عبادتوں کے طریقے ایجاد کریں گے کیونکہ ہم اپنے وظائف و فرائض کو خود سمجھنے سے قاصر ہیں اس لئے خدا نے بعض چیزوں کا ہم سے مطالبہ کیا ہے اور بعض چیزوں سے روکا ہے، اس نے ہمیں اپنے حکم کا پابند بنایا ہے چونکہ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ عبادت کرتے وقت ہمارا چہرہ قبلہ رخ ہونا چاہئے لہذا ہم قبلہ رو رہتے ہیں اور خدا نے جناب آدم کا سجدہ کرنے کا جو حکم دیا تھا اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں تھا کہ تم ان کے مجسمہ کو بھی سجدہ کرنے لگو کیونکہ بہرحال آدم کا مجسمہ اور ہے، آدم کچھ اور، تمہیں اس حکم کی بنا پر قیاس نہیں کرنا چاہئے ممکن ہے خدا اس سے راضی نہ ہو، اس نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔

اس کے بعد رسول نے فرمایا مثال کے طور پر اگر کوئی تمہیں کسی معین دن کسی گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے تو کیا تمہارے لئے جائز ہے کہ تم کسی غیر معین دن میں بھی بغیر اس کی اجازت کے اس کے گھر میں داخل ہو یا کسی شخص نے تمہیں اپنے کپڑوں اور غلاموں میں سے کسی ایک لباس یا ایک غلام کو ہدیہ کیا تو کیا تمہارے لئے جائز ہے کہ تم دوسرا کپڑا اور غلام یا دوسرا حیوان جو بالکل ہدیہ دیئے جانے والے کی طرح ہے، تصرّف میں لے آؤ؟

بت پرست: نہیں ہمارے لئے یہ بالکل جائز نہ ہوگا کیونکہ اس نے پہلے کے لئے اجازت دی ہے نہ کہ دوسرے کے لئے۔

پیغمبر اکرمؐ: اچھا یہ بتاؤ کہ اس بات کا زیادہ حقدار خدا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی ملکیت میں تصرف نہ کیا جائے یا دوسرے لوگ؟

بت پرستوں نے یک زبان ہو کر کہا، یقیناً خدا زیادہ اطاعت کا مستحق ہے اس کی اجازت کے بغیر اس کی ملکیت میں تصرف صحیح نہیں ہے۔

پیغمبر اکرمؐ: تو پھر تم کیوں خدا کی اجازت کے بغیر بتوں کا سجدہ کرتے ہو؟

بت پرستوں کا یہ گروہ بھی رسول کے پیغمبرانہ استدلال سے انگشت بدنداں رہ گیا، امام جعفر صادق علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ قبل اس کے یہ نشست برخاست ہوتی سب کے سب مسلمان ہوگئے۔[۱]

اس واقعہ کو پیش کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ عالم اسلام کے تئیں دردمند دل رکھنے والے مبلغین کرام، پیغمبر اسلامؐ کے طرز افہام وتفہیم سے تبلیغ کی سیکھ لیں اور بنا کسی مزاحمت اور طنز وتشنیع کے شفقت آمیز انداز میں مدلل ومستدل مذاکرات اور عملی وعلمی طریقہ سے دنیا کو دین سے آشنا کرائیں تاکہ فرزندان توحید کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوسکے اور اہتمام ظہور وارث اسلام میں بامعنی حصہ داری ہوسکے۔

دھیان رہے، ہندستان میں بالخصوص تبلیغ وترویج دین اورنشر واشاعت فلسفۂ توحید کے لئے پیغمبر اکرمؐ کی ذات اقدس خصوصی اسوہ ونمونہ کی حیثیت رکھتی ہے چونکہ پیغمبرؐ نے جس معاشرہ میں نعرۂ توحید بلند فرمایا اس معاشرہ میں اور ہندستان کے اکثریتی سماج میں بت پرستی سمیت بے شمار توہمات قدر مشترک کی حیثیت رکھتے ہیں لہذا باعمل صاحبان علم کو آگے آنا چاہئے اور روش تبلیغ بانی اسلام کے خطوط مستقیم پر چلتے ہوئے فلسفہ توحید اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کرنی چاہئے۔

۱- احتجاج طبرسی، ج ۱، ص ۴۴-۱۶